ایک قوم کے لیے خاص ہو کر نہ رہ جائے۔

نوٹوں اور سکوں کی زکوٰۃ

سوال:۔ (۱) بعض اہل علم کا زکوٰۃ کے معاملہ میں مسلک یہ ہے کہ نقدین (سونا چاندی) پر جو زکوٰۃ عائد ہوتی ہے اس سے نوٹ اور ادنیٰ دھاتوں کے سکے مستثنیٰ ہیں، اور کوئی وجہ نہیں کہ انھیں نقدین میں شمار کیا جائے۔ نوٹ ایک کاغذ ہے اور سکے ایسی دھاتوں کی ٹکیاں ہیں جو زکوٰۃ سے مستثنیٰ رکھی گئی ہیں۔ پس ان کی قیمت کسی وجہ سے چاہے کچھ ہی قرار پا جائے ان سے زکوٰۃ نکالنا کسی نص کے تحت لازم نہیں قرار پاتا۔ نوٹ اور سکے دوسرے ضروری سامانوں اور برتنوں کی طرح ضروریات زندگی میں سے ہیں، اور بس!

(۲) اگر بالفرض یہ مانا جائے کہ نوٹوں اور ادنیٰ دھاتوں کے سکوں پر زکوٰۃ عاید ہوتی ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کا حساب سونے کے تحت کیا جائے گا یا چاندی کے نصاب کے تحت؟ کیونکہ یہ نہ سونے کی تعریف میں آتے ہیں، نہ چاندی کی تعریف میں؟

جواب:۔ اصل میں ان حضرات کو ساری غلط فہمی اس مسئلہ میں محض نوٹ اور سکے کی ماہیت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ نوٹ اور سکہ محض کاغذ یا دھات کا ایک ٹکڑا ہونے کی وجہ سے اپنے اندر جو "قدر" رکھتا ہے، وہ اس کے نوٹ یا سکہ قرار پاتے ہی کالعدم ہو جاتی ہے جو اس کی جنسی قدر سے بہرحال زیادہ ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ "قدر" کیا حیثیت رکھتی ہے؟ دراصل کاغذ یا دھات کا یہ تغیرِ قیمت نوٹ یا سکہ بن کر چاندی سونے کی قائم مقامی کرنے کی وجہ سے رونما ہوتا ہے۔ ایک روپے کے سکے یا ایک روپے کے نوٹ کی اصل حقیقت یہ ہے کہ ؤہ ایک روپے کے سونے یا چاندی کا قائم مقام قرار دیا گیا ہے، اور جس شخص کی ملکیت میں ایک روپے کا نوٹ یا سکہ ہو وہ دراصل ایک روپے کے سونے یا چاندی کا مالک ہے۔ چنانچہ اسی بنیاد پر مارکیٹ میں اسے ایک روپے کے نوٹ یا سکے کے بدلے میں کسی شے کی یا کسی طرح کی محنت

کی وہ مقدار حاصل ہو سکتی ہے جو اتنی مالیت کی چاندی یا اتنی مالیت کے سونے سے حاصل ہونی چاہیے تھی۔ علاوہ بریں اسے اپنے نوٹوں اور سکوں کے عوض ہر وقت مارکیٹ سے بھی اور سکے اور نوٹ جاری کرنے والی حکومت کے خزانہ سے بھی مقررہ مالیت کا سونا چاندی مل سکتا ہے۔ سکہ اور نوٹ تو حکومت کی طرف سے اس بات کی رسید یا سند ہے کہ اس کا مالک اتنی مالیت کے سونے چاندی کا مالک ہے اور حکومت ہر وقت اس مالیت کا سونا چاندی دینے پر تیار ہے، اور حکومت ملک بھر کے لیے یہ لازم ٹھیراتی ہے کہ وہ اس سکے اور نوٹ کے بدلے میں وہ سب کچھ ادا کرے جو اس کی قوت خرید (Purchasing Value) کی رو سے منڈی کے نرخوں پر ادا ہونا چاہیے۔

اب آپ نوٹ اور روپے کو بالکل چاندی سونے کی طرح چاندی سونے کی جگہ ہر کام میں استعمال کرتے ہیں، اجرتیں اسی سے لیتے دیتے ہیں، خرید و فروخت اسی سے کرتے ہیں، قیمتوں کا اندازہ اسی سے باندھتے ہیں، اور ان سارے کاموں میں آپ نوٹ کو کاغذ کا ایک پرزہ اور سکے کو دھات کی ایک ٹکی مان کر اور اسی لحاظ سے اس کی قیمت مقرر کر کے معاملہ نہیں کرتے، بلکہ نوٹوں اور سکوں کو بالکل چاندی سونے کی حیثیت سے لیتے دیتے ہیں، لیکن آخر کیا وجہ ہے کہ جب اللہ کا حق ہی ادا کرنے کا موقع آئے تو آپ یہ عذر فرمادیں کہ یہ نوٹ تو کاغذ کے پرزے ہیں اور یہ سکے تو ادنیٰ دھاتوں کے ٹکڑے ہیں، ان پر اللہ میاں زکوٰۃ کیسے لگانے لگے، اُن کا حق تو صرف سونے چاندی کے ذخائر پر عائد ہوتا ہے!

نوٹوں اور سکوں کا مالک دراصل چاندی اور سونے ہی کا مالک ہوتا ہے، اور حکومت کے ایک انتظام کے تحت وہ چاندی سونا اٹھائے پھرنے سے بچ کر سونے چاندی کی ملکیت کی سندوں اور رسیدوں کے ذریعے سارے کام چلاتا ہے، اس کے "نقدین" حکومت کے پاس جمع رہتے ہیں اور وہ ان کے ہم قدر "مصنوعی نقدی" حکومت سے حاصل کر لیتا ہے اور یہ مصنوعی نقدی "نقدین" کی سو فیصدی قائم مقامی کرتی ہے۔ اس وجہ سے اس مصنوعی نقدی یعنی نوٹوں اور سکوں پر شریعت بھی نقدین کا حکم لگائے گی اور ان میں سے اللہ کا حق طلب کرے گی۔

(۲) رہا دوسرا سوال سو ہندوستان میں چونکہ معیار زر چاندی کو مقرر کیا گیا ہے اور تمام سکوں